نظرات

گزشتہ ماہ کے نظرات پڑھ کر کلکتہ سے ایک دوست نے ایک عجیب وغریب خط لکھا ہے، ان کے دماغ میں جو سوال پیدا ہوا ہے، ممکن ہے کسی اور صاحب کو بھی اسی قسم کا کوئی وسوسہ ہو اس لیے موصوف کا اصل خط اور اس کا جواب برہان میں شائع کیا جاتا ہے خط کا مضمون بعینہ یہ ہے۔

"برہان اکتوبر کا پرچہ دیکھا ماشاء اللہ آپ کے زور قلم کا کیا کہنا، نظرات پڑھکر ایک سوال دل میں آیا وہ بلاکم وکاست آپ کی خدمت میں ارسال ہے، امید ہے کہ قاری عبدالمنان صاحب امام مسجد کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ کی معرفت مطمئن کردیں گے، سوال یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابہ جنہوں نے آپ کی طرح یورپ کا سفر نہیں کیا تھا ان کو فتویٰ دینے کا حق حاصل تھا یا نہیں اور دور کیوں جائیے آپ کے زمانہ میں، مفتی محمد کفایت اللہ، مولانا عزیزالرحمٰن صاحب دیوبندی، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، مولانا انورشاہ کشمیری اور مولانا حسین احمد مدنی جو اپنے زمانہ کے مسلم الثبوت علماء تھے، چونکہ ان میں سے کوئی بھی یورپ نہیں گیا تھا اور قاضی ابویوسف کی ہدایت پر عمل نہیں کیا تھا، کیا ان کو فتوے دینے کا حق پہونچتا تھا؟ مہربانی فرماکر جواب عنایت فرمایئے، شکرگذار ہوں گے۔"

جواباً گذارش یہ ہے کہ نظرات کے شذرۂ متعلقہ کی بنیاد دو چیزیں تھیں، ایک امام ابویوسف کا مقولہ اور دوسرا مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد، آپ نے ان دونوں کو ایک کردیا ہے۔

حالانکہ دونوں کی حیثیت الگ الگ ہے، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ فتوے کا تعلق جن مسائل سے ہوتا ہے وہ دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ مسائل جن کی حیثیت اصولی اور کلیاتی ہوتی ہے۔ مثلاً عبادات کے ارکان و شرائط، ان کے فرائض اور واجبات، ان کے منہیات و مباحات اور اسی طرح نکاح و طلاق وغیرہ کے اصولی مسائل۔ اور دوسرے وہ مسائل جن میں افراد و اشخاص متعلقہ کے اور اگر مسائل زیادہ عمومی حیثیت رکھتے ہوں تو صرف افراد و اشخاص نہیں بلکہ اقوام و ملل کے احوال و ظروف کا پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے اور چونکہ ایک مفتی کو سابقہ دونوں قسم کے معاملات سے ہوتا ہے اس بنا پر امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ایک صاحبِ افتاء کو اس منصب کا حق ادا کرنے کے لیے جہاں اور بہت سے اوصاف و کمالات سے متصف ہونا چاہیے ان میں ایک شرط معرفت احوال زمانہ کی بھی ہے"۔

اور چونکہ احوال زمانہ متغیر و متبدل ہوتے ہیں اور ان احوال کا اثر اقوام و ملل اور افراد و اشخاص کے حالات پر ہوتا ہے اس بنا پر ہر عہد کے مفتی کے لیے ضروری ہے کہ اس کو اپنے عہد کے حالات کا علم ہو، یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے مسائل میں ایک عہد اور ایک زمانہ کے مجتہدین کے احکام مجتہد فیہا دوسرے اور اس سے مختلف زمانہ کے لوگوں کے لیے حجت تو ہو سکتے ہیں واجب العمل نہیں ہو سکتے امام ابو یوسفؒ نے اپنے مقولہ میں اسی امر کی طرف توجہ دلائی ہے اور کوئی شبہ نہیں کہ ایک بہت اہم اور ضروری حقیقت کا انکشاف کیا ہے!

اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے اور چونکہ علامہ اقبال کے لفظوں میں " جہانگیری کے لیے جہاں بینی شرطِ اول ہے" اس بنا پر قرآن میں مختلف قوموں کے قصص بیان کئے گئے ہیں، کائنات ارض و سماء میں غور و فکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے، عہد نبوی میں رومن شہنشاہیت اور ایرانی سلطنت دنیا کی دو عظیم طاقتیں تھیں، سیرت نبوی اور صحابہ کرامؓ کے حالات کا مطالعہ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ